عقائد شناسی:

تصور کائنات اور دلائل وجود خدا

شہید ڈاکٹر بہشتی و شہید ڈاکٹر باہنر

اسلام، کائنات کو، اس کی عظمت رنگارنگی اور مختلف اجزاء کے باہمی تعلق کے ساتھ، ایک ایسی واقعیت سمجھتا ہے جس کا دارومدار ایک عظیم ترماورائی حقیقت پر ہے جو قائم بالذات، مستقل اور برترین ہے۔ اور اسی قائم بالذات، کو ہم "اللہ" کہتے ہیں ۔تمام ماورائی اور غیبی حقائق کی طرح اس حقیقت مطلق کو بھی اس کی نشانیوں اورعلامتوں کے ذریعے انہیں نشانیوں اور آثار کے مطالعہ سے ہم اس ذات مطلق کے بارے میں گرانبھا اور مفید معرفت حاصل کرتے ہیں۔

آیات خداوند یا خدا کی نشانیاں:

اسلامی تصور کائنات دریافت کرنے کا بنیادی ماخذ قرآن کریم ہے، قرآن مسلسل اللہ کی آیات علائم اور آثار کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہے، اوراس بات پر زور دیتا ہے کہ ان آیات پر غوروفکر کے ذریعہ انسان وجود کائنات کے سرچشمہ تک پہنچ سکتا ہے کچھ لوگوں کے لئے یہ بالکل بدیہی اور مسلم بات ہے کہ وہ کائنات کے مظاہر میں اللہ کے جلوے دیکھتے ہیں خلقت کائنات کے مطالعہ سے خالق کا وجود بالکل ثابت شدہ حقیقت ہے وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ باطنی بصیرت کے ذریعہ خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔لیکن کچھ دوسرے افراد کے لئے یہ اتنی بدیہی اور سادہ بات نہیں۔ وہ استدلالات اور عقلی بحثوں کی بھول بھلیاں میں داخل ہوکر متضاد دلائل سے تھک جاتے ہیں اور کسی قطعی نتیجے تک نہیں پہنچ پاتے۔ سرگردہ وہ دوسرے افراد جو اطمینان کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں یہاں تک کہ نتیجے تک پہنچ جاتے ہیں۔

مظاہر خلقت اور خالق:

کائنات میں اسباب اور علتوں کا ایک نظام کارفرما ہے۔ ہر چیز کا کوئی سبب ہے، پھر اس کا کوئی دوسرا سبب ہے اور یہ سلسلہ یوں ہی بڑھتا رہتا ہے۔

مثال کے طور پر سائکل سواری کو دیکھیے جب آپ سائیکل پر چلتے ہیں تو جو چیز دور سے دکھائی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ سائیکل کے پہیے تیزی کے ساتھ گھوم رہے ہیں اور اس سے سائیکل آگے بڑھ رہی ہے۔ مگر کیا یہ پہیے خود بہ خود گھوم رہے ہیں؟ ایسا نہیں ہے۔ یہ دندانے دار پہیا (Cog-wheel) ہے جو پیچھے کے پہیہ کو گھما رہا ہے۔ مگر کیا یہ دندانے دار ہے پہیہ خود بخود گھوم رہا ہے؟ نہیں بلکہ ایک دندانے دار زنجیر ہے۔ جس کے چلنے سے پہیہ گھومتا ہے۔ یہ زنجیر بھی خود حرکت میں نہیں بلکہ پائدان (Pedel) پر آپ کے پیروں کے دباؤ سے یہ زنجیر چل رہی ہے۔ پیروں کا یہ دباؤ کیا خود بہ خود ہے؟ نہیں آپ کا ذہن پیروں کو حکم دے رہا ہے، خود ذہن ارادہ کا تابع ہے، ارادہ سے کسی معمولی سائیکل کا چلنا اس پر پیچ نظام کے نتیجے میں ہے۔

یہ کائنات کے عظیم نظام کے عمل کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔

فلسفہ علّیت:

فلسفہ علیت اس اصول کو کہتے ہیں جس کے مطابق ہر چیز کا کوئی سبب ہونا لازمی ہے۔ جب بھی انسان کسی عمل یا کسی چیز کو دیکھتا ہے اس کا ذہن فوراً اسباب تلاش کرتا ہے۔ پھر ہر سبب کا کوئی دوسرا سبب ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اصل علیت یا فلسفہ علیت تمام معمولی اور سائنسی تحقیقات کی بنیاد ہے۔ علیت کے اس اصول کے وجدان نے علم سائنس اور ٹکنولوجی کو آگے بڑھایا ہے۔ ایک ماہر فیزیکس یا بایولوجی یا ماہر سماجیات یہ ماننے پر تیار نہیں کہ کائنات کا کوئی عمل یا کوئی شئی بغیر سبب اور علت کے موجود ہے۔ اس کا سبب دریافت کرنا ہی اس سائنسدان یا عالم کی کاوشوں کا محور ہوتا ہے۔ ایک سبب کی دریافت کے بعد اس کے دوسرے سبب کی دریافت میں لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح سائنس آگے بڑھتی رہتی

ہے اور تحقیق کا کارِرواں رواں دواں رہتا ہے۔

اس اہم نکتہ کا ذکر ضروری ہے کہ اسباب اور علتوں کی تلاش انہیں چیزوں کے بارے میں ہوتی ہے جو عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ کسی ایسی "حقیقت" کی علت اور سبب کی تلاش بے معنی ہے جو حقیقت مطلق ہے اور جس کا وجود ہمیشہ سے ہے۔ انہیں امور کے سرچشمے اور سبب کی جستجو ہوتی ہے جو مظاہر ہیں۔ پہلے نہیں تھے اور اب ہیں وقت کے دائرے کے اندر اگر اس نکتے کے بارے میں غور وفکر کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ محض ایک "حقیقت" کے تصور کے ساتھ ہی ہمارا ذہن اس بات تک نہیں پہنچتا کہ اس کا کوئی سبب ہونا چاہئے۔ ذہن پہلے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا یہ حقیقت عدم سے وجود میں آئی ہے یا ہمیشہ سے ہے۔ صرف اس صورت میں کہ یہ مظاہر خلقت میں سے ہے ہمارا ذہن اس نتیجے تک پہنچتا ہے کہ اس کا کوئی سبب ضرور ہوگا۔ اگر وہ مظاہر خلقت (Phenomenon) نہ ہو تو اس کا کوئی "سبب" یا علت نہیں ہوگی بلکہ ایسا وجود ہوگا جو ہر علت اور اسباب کی پوری زنجیر کا خالق ہے۔ اس طرح ہر "وجود" کے سبب کی ضرورت نہیں بلکہ صرف مظاہر خلقت کے لئے کوئی خالق یعنی سبب چاہئے۔

کائنات: جہان مظاہر خلقت:

ہماری کائنات مظاہر خلقت کا مجموعہ ہے۔ اس کا کوئی خالق ضرور ہونا چاہئے۔ یہاں جو کچھ ہے وہ ہے جو پہلے نہ تھا بعد میں موجود ہوا۔ یہ بغیر کسی سبب خود بہ خود "موجود" نہیں ہوسکتا۔ ہر سبب کا کوئی دوسرا سبب ہوتا ہے۔ لیکن بالآخر کوئی ایسا حتمی اور آخری سبب ہوتا ہے جو قائم بالذات اور ابدی ہے۔ مظاہر خلقت (Phenomenon) میں سے نہیں بلکہ "خالق خلقت" ہے۔ یہی وہ ذات ہے جس کا کوئی سبب نہیں جو حقیقت ذات احدیت اور خالق کائنات ہے۔ وہ اللہ ہے۔ اسباب وعلل کا سلسلہ لامتناہی طور سے نہیں چل سکتا بلکہ ہمیں کسی ایسے خالق کا تصور کرنا ہوتا ہے جس کا کوئی سبب نہیں بلکہ وہ ایک ایسی حقیقت جو "مظاہر خلقت

میں سے نہیں۔ ایسی حقیقت جاودان اور اسباب کے سلسلے سے ماورا۔

کیونکہ اسباب وعلل کی زنجیر کہیں جا کر ختم ہونا چاہئے ۔ اور سائنسی طور پر ہماری کائنات مجموعہ مظاہر خلقت ہے جو سبب کے ذریعہ عدم سے وجود میں آئی اس لئے کائنات کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے۔ ایک قادر مطلق اور عالم ذات ہے جس نے عالم ہستی کو بنایا ہے۔ اس طرح ایک منصفانہ گہرا ذہن کائنات کے مطالعہ کے ذریعہ خالق کائنات کے وجود تک پہنچتا ہے۔

کائنات ایک نظام:

کائنات کے مطالعہ کے ضمن میں جو چیز ہم کو حیرت میں ڈال دیتی ہے وہ اشیاء کے درمیان ارتباط، نظم وترتیب ہے۔ یہ کائنات ایک عظیم حیرت آور نظام ہے، یہاں ہر چیز دوسرے سے مربط اور کسی باقاعدہ مقصد کے لئے کام کررہی ہے۔ سائنسی پیشرفت نے انسان کے لئے موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اس نظام کے رموز اور باریکیوں کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔ یہ نظام ناچیز ترین ذرے اور ایک خلیہ کے کیڑوں سے لے کر عظیم ترین اشیاء اور کا جسم انسانی کے پیچیدہ ترین اعضاء میں صاف طور سے دیکھا جاتا ہے۔

نظم وترتیب اور مقصدیت کا سب سے حیرتناک نمونہ زندہ موجودات ہیں۔ ایک خلیہ کے کیڑوں سے لے کر پیچیدہ ترین موجودات یعنی انسان، سب میں نظام پایا جاتا ہے ہر انسان نے اسکول اور کالج کے ایام اور اعضای جسم کے باقاعدہ اور بامقصد عمل اور اس کے بارے میں بہت کچھ سیکھتا ہے۔ ان معلومات پر ایک طائرانہ نظر کے ساتھ یہ تصور کیجئے کیا عناصر کے درمیان یہ باہمی ربط اور یہ پورا نظام کسی نظام دہندہ وجود کے بغیر قابل تصور ہے۔ بہت سے ایسے سائنسداں گزرے ہیں جنھوں نے ان علمی انکشافات میں اہم رول ادا کیا ہے ان لوگوں نے اپنے شعور کی گہرائیوں سے اٹھتی ہوئی یہ آواز سنی ہے کہ کائنات کا یہ عظیم نظام اس بات کا گواہ ہے کہ اس کی تخلیق کے پیچھے کوئی قادر مطلق شعور کارفرما ہے اور وہ اللہ کی

ذات ہے جو وجود کی عظیم ترین حقیقت ہے۔

کائنات کی مقصدیت اور نظام ایک عظیم ماورائی شعور کا ثبوت:

دنیا میں جہاں مقصدیت اور نظام پایا جاتا ہے وہاں کسی باشعور بنانے والے کا تصور ناگزیر ہے۔

دنیا میں کبھی کبھی ہم دو ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں جو ہمیشہ ایک ساتھ دکھائی دیتی ہیں، جو باہم مربوط ہیں، لیکن ایک کا وجود دوسرے سے وابستہ نہیں۔ لیکن بہت سی جگہوں پر کائنات کی اشیاء میں زبردست ارتباط اور مقصدیت پائی جاتی ہے۔ ایک چیز کی ساخت اس کی گواہ ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے پیش نظر اور دوسری چیز کے لئے بنائی گئی ہے۔ بچہ کی ولادت سے پہلے ہی ماں کی جسمانی ساخت میں ایسی تبدیلیاں آتی ہیں تا کہ بچہ کی غذا کا انتظام ہو سکے۔ یہ معمولی چیز اگر غور کیجئے تو ہستی کا معجزہ اور اس کا مظہر ہے کہ یہاں ہر چیز خاص مقصد کی خاطر بنائی گئی ہے ۔یہاں پر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم دو ہمعصر چیزوں کے باہمی تعلق کی بات کررہے ہیں بلکہ ایک ایسی شئے کا ذکر کررہے ہیں جس کا ابھی وجود میں آنا باقی ہے، مگر اس وجود ممکن کی ضروریات اور ضیافت کے لئے ایک دوسرے وجود میں کافی پہلے سے تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہے تا کہ جب یہ مولود دنیامیں آنکھیں کھولے تو اسے کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بے شک یہ پیش بینی و دور اندیشی اور بے عیب پلاننگ اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی قادر مطلق شعور اسے انجام دے رہا ہے۔

کیا آپ یہ تصور کرسکتے ہیں کہ جو دستی بیگ آپ کے ہاتھوں میں ہے وہ اتفاقی طور پر چند لاشعوری ردعمل کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے اور اس میں کوئی ارادہ یا فن شامل حال نہیں ہے؟

آپ اپنے اس بیگ کو کسی مادہ پرست مفکر کو دکھائیں اور یہ کہیں کہ فکری طور پر تو ہر بیگ کسی نہ کسی کاریگر کے ذریعہ تیار ہوا ہے اور اس میں کسی فنکار کے ہاتھوں کا ردعمل ملاحظہ کیجئے ، وہ چاہے آپ کے سامنے یا آپ کی ناموجودگی میں مشتعل ہوکر آپ کو بیوقوف اور احمق

جیسے خطابات سے نواز دیگا۔

یہ مادہ پرست مفکر کسی حالت میں یہ ماننے پر تیار نہیں ہوگا کہ دستی بیگ کے تمام اجزاء اپنی معین مقدار میں جمع ہوگئے اور کسی غیر شعوری محرک کے تحت ان اجزا کے ملاپ سے بیگ تیار ہوگیا دوسرے لفظوں میں وہ مفکر یہ اقرار کرتا ہے کہ ایک بیگ کے وجود میں آنے کے لئے کسی باشعور ذات کا اس کے پیچھے ہونا ضروری ہے۔ اسکے مطابق یہ خیال بھی مطلقاً غیر علمی اور غیر منطقی ہے کہ کوئی بیگ لاشعوری طور پر فطری محرکات کے نتیجہ میں وجود میں آجائے۔

غیر محدود کمال کی جانب ارتقاء

برسہا برس کی تحقیق اور مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ خداوند عالم کی ذات پر ایمان اور ایقان کے بغیر کائنات کا وجود بے مطلب اور بے معنی ہے۔ انہیں محققین کا یہ بھی ماننا ہے کہ ہم لوگ کائنات کی حرکتوں کا جتنا عمیق مطالعہ کرتے ہیں اتنا ہی یہ حقیقت ہم پر اور زیادہ واضح ہوجاتی ہے کہ یہ جہاں ہستی ایک سمت کی جانب گامزن ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کائنات ہر لحظہ کمال کی جانب بغیر رکے ہوئے رواں ہے۔ اس کی ایک خاص سمت اور منزل ہے، اور یہ منزل لامحدود کمال کے سوا کچھ نہیں۔

یہی ایک منزل ہے جس کی جانب مستقل حرکت کامل جاری ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ لامحدود کمال بھی وہ مقناطیسی قطب ہے جو ہر شئی کو اپنی جانب کھینچ رہا ہے اور جس کے بغیر کسی بھی حرکت کا تکامل ممکن نہ تھا۔

معرفت خداوندی کا یہ طرز استدلال صدیوں پرانا ہے، عظیم فلاسفہ اور عرفاء کے علاوہ اس سلسلے میں بہت سے دانشور، سائنٹسٹ، ماہرین اجسام اور ساجیات نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔اور ان کے خیالات جاننے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ تاریخ فلسفہ اور تاریخ سائنس کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

منہ بولتی نشانیاں:

ہر شئی اپنے پیچھے ایک علت رکھتی ہے، علت ومعلول کی یہ زنجیر وہاں جاکر ختم ہوتی ہیں جو علت علل ہے، جہاں علت کسی پر منحصر نہیں ہے بلکہ قادر مطلق ہے۔

یہ پوری کائنات حرکت میں ہے اور ایک سمت میں سفر کررہی ہےتو سوال یہ ہوتا ہے کہ اس حرکت اور سفر کی کوئی نہ کوئی منزل بھی ہونی چاہئے۔

یہ خدا کی وہ واضح نشانیاں ہیں جو بکثرت پائی جاتی ہیں اور جن کا ادراک لفظوں میں نہیں بلکہ شعوری اور منطقی سطح پر ہوتا ہے۔

❀❀❀❀